قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 24 ستمبر 2020ء | 07 صفر 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:226

ارشاد باری تعالیٰ

وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔

(سورۃ حٰم سجدہ:34)

بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌلَّكَ مِنْ حُمْرِالنَّعَمِ۔

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بخدا تیرے ذریعے ایک آدمی کا ہدایت پا جانا، تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔باب فضائل علی بن ابی طالب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

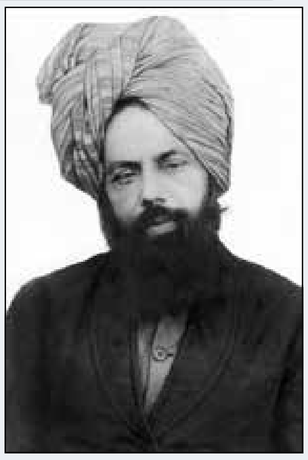

عمر بڑھانے کا نسخہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے، خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکہ نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا۔

پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے، یہ یونہی چلی جاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۶۳۔ الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۴ء)

’’اے تمام لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور تمام وہ انسانی روحو جو مشرق ومغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔‘‘

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۱)

فرمان خلیفہ وقت

اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک سچی تڑپ کے ساتھ نوع انسانی کی سچی ہمدردی اور امت محمدیہ کے ساتھ محبت کے جذبے کے تحت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ پیغام دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے والا ہو اور ہم اُسے پہنچاتے چلے جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آج کل، جیسا کہ پہلے میں نے کہا، ایم ٹی اے کا بھی ایک ذریعہ نکال دیا ہے، اپنے دوستوں کو اس سے متعارف بھی کرانا چاہئے۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ پیغام پہنچانے کے، تبلیغ کرنے کے بھی کوئی طریقے، سلیقے ہوتے ہیں۔ اس سچی تڑپ اور جوش اور جذبے کے ساتھ حکمت اور دانائی کا پہلو بھی مدنظر رہنا چاہئے۔ حکمت کے ساتھ اس پیغام کو پہنچانا چاہئے تا کہ دنیا پر اثر بھی ہو اور جس نیت سے ہم پیغام پہنچا رہے ہیں وہ مقصد بھی حاصل ہو، نہ کہ دنیا میں فساد پیدا ہو۔ اس لئے اس قرآنی آیت کو اس معاملے میں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

فرمایا: اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ (النحل:۱۲۶)۔ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے، جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

پس جو مختلف ذرائع ہیں ان کو استعمال کریں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ لیکن مختلف لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں ان طبائع کے مطابق ان کو نصیحت ہونی چاہئے، ان کو تبلیغ ہونی چاہئے۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے جہاں فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو دعائیں کرتے ہوئے کیونکہ اصل چیز تو دعا ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتی ہے تو اللہ سے دعائیں کرتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ایسی جگہوں سے پھر بچنا چاہئے، اٹھ جانا چاہئے عارضی طور پر۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ ان لوگوں کے لئے دعائیں کرنی بند کر دیں بلکہ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 4/ جون 2004ء)

اس شمارہ میں

- حشر سامانیوں کا موسم ہے (منظوم)
- تعارف سورۃ النمل
- ہستی باری تعالیٰ (قسط 4)
- حضرت منشی بقا محمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ رہتاس ضلع جہلم

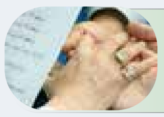

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر صفت سَمِیۡع کے ضمن میں ایک اور آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (سورۃ البقرہ :۲۲۵)

اور اللہ کو اپنی قَسموں کا نشانہ اس غرض سے نہ بناؤ کہ تم نیکی کرنے یا تقویٰ اختیار کرنے یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے سے بچ جاؤ۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔یعنی جس طرح ایک شخص نشانہ پر بار بار تیر مارتا ہے اسی طرح تم بار بار خدا تعالیٰ کی قسمیں نہ کھایا کرو کہ ہم یوں کر دینگے اور وُوں کر دیں گے۔ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ یہ ایک نیا اور الگ فقرہ ہے جو مبتدا ہے خبر محذوف کا۔ اور خبر محذوف اَمۡثَلُ وَاَوۡلٰی ہے۔یعنی بِرُّكُمۡ وَتَقۡوٰكُمۡ وَاِصۡلَاحُكُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَمۡثَلُ وَاَوۡلٰی۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارا نیکی اور تقویٰ اختیار کرنا اور اصلاح بین الناس کرنا زیادہ اچھا ہے۔صرف قسمیں کھاتے رہنا کہ ہم ایسا کر دیں گے، کوئی درست طریق نہیں۔ تمہیں چاہیے کہ قسمیں کھانے کی بجائے کام کرکے دکھاؤ۔ پہلے قسمیں کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ زجاجؔ جو مشہور نحوی اور ادیب گزرے ہیں، انہوں نے یہی معنے کئے ہیں۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو روک نہ بناؤ اُن چیزوں کے لئے جن پر تم قسم کھاتے ہو۔یعنی بِرّ کرنا، تقویٰ کرنا اور اصلاح بین الناس کرنا۔ اس صورت میں یہ تینوں اَیۡمَان کا عطف بیان ہیں اور اَیۡمَان کے معنے قسموں کے نہیں بلکہ اُن چیزوں کے ہیں جن پر قسم کھائی جاتی ہے۔مطلب یہ کہ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے نیک کام کی قسم نہ کھالیا کرو۔ تا کہ یہ کہہ سکو کہ کیا کروں چونکہ مَیں قسم کھا چکا ہوں، اس لئے نہیں کرسکتا۔مثلاً کسی ضرورتمند نے روپیہ مانگا تو کہہ دیا کہ میں نے تو قسم کھالی ہے کہ آئندہ مَیں کسی کو قرض نہیں دوں گا۔

تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر کوئی نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس کے کام کے لئے تمہیں کہے تو یہ نہ کہو کہ مَیں نے تو قسم کھائی ہوئی ہے، مَیں یہ کام نہیں کرسکتا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ تیسرے معنے یہ ہیں کہ اس ڈر سے کہ تمہیں نیکی کرنی پڑے گی خدا تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ اس صورت میں اَنۡ تَبَرُّوۡا مفعول لاجلہ ہے اور اس سے پہلے کراھۃً مقدّر ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ اگر اچھی باتیں نہ کرنے کی قسمیں کھاؤ گے تو ان خوبیوں سے محروم ہو بقیہ صفحہ 3 پر

آج کی دعا

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ۔رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَا اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ

(سورۃ البقرۃ:128۔129)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب!ہماری طرف سے قبول کرلے،یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور)دائمی علم رکھنے والاہے۔اور اے ہمارے رب!ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے۔اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امت (پیدا کر دے)اورہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔یقیناً تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا(اور)باربار رحم کرنے والا ہے''۔

یہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قبولیت دعا، مقبول طریقِ عبادت کے بتلائے جانے اور فرمانبردار اولاد کے حصول کی عظیم الشان دعائیں ہیں جو آپ دونوں نے بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی ازسرنو بنیادیں اٹھاتے وقت کیں۔

مرسلہ: قدسیہ محمود سردار

حشر سامانیوں کا موسم ہے

پھر وہی بارشوں کا موسم ہے
سانولے بادلوں کا موسم ہے

پھر صبا نے ہے زلف کو چھیڑا
حشر سامانیوں کا موسم ہے

ایسے ساون میں جی مچلتا ہے
جل ترنگ گھنگھروں کا موسم ہے

پھر سے جاگی ترنگ جینے کی
جل تھلوں رم جھموں کا موسم ہے

حسن اور عشق کی کہانی میں
کوندتی بجلیوں کا موسم ہے

ہنس کے کلیاں چمن میں کھلتی ہیں
پھیلتی خوشبوؤں کا موسم ہے

رنگِ برسات میں نہائی ہوئی
رنگا رنگ تتلیوں کا موسم ہے

بھیگے موسم نے درد بانٹ لیا
کیسی برکھا رتوں کا موسم ہے

دل کا ہر زخم پھر ہرا ہو گا
بھیگی رتوں کا موسم ہے

بھیگی پلکوں نے پی لیے آنسو
یاد کے آنسوؤں کا موسم ہے

(امجد خان - سڈنی)

تعارف سورۃ النمل (ستائیسویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 94 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003ء

مترجم: وقار احمد بھٹی

وقت نزول اور سیاق و سباق

سابقہ سورۃ کے اختتام پر کفار نے آنحضرت ﷺ پر الزام لگایا تھا کہ وہ ایک شاعر ہیں اور یہ کہ آپ پر اترنے والے شیطان (نعوذ باللہ) حد درجہ قابلِ تردید ہیں اور (جواباً) یہ بتایا گیا ہے کہ شیطان صرف جھوٹے گناہ گاروں اور جھوٹ گھڑنے والوں پر اترتے ہیں جو حق و باطل کو باہم ملا جلا دیتے ہیں اور یہ کہ جھوٹ کی ایسی کھچڑی جس میں کچھ سچائی کی آمیزش بھی ہو کبھی اچھے نتائج پیدا نہیں کرسکتی۔ گزشتہ سورۃ میں بتایا گیا تھا کہ شاعروں کا کوئی معین مقصد اور زندگی کی سمت نہیں ہوتی اور وہ ہر وادی میں سرگرداں گھومتے پھرتے ہیں اور جو بیان کرتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ اسی مضمون کو مزید وضاحت سے بیان کرنے کے لئے اس سورۃ میں بڑی تحدی کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وحی متلو ہے۔ یہ انسانی زندگی کے جملہ روحانی امور کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس (روحانیت) کے اصولوں کو بڑے مضبوط اور مؤثر دلائل سے بیان کرتا ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت ابنِ زبیرؓ کے مطابق یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ دیگر مسلمان علماء بھی اس رائے کی حمایت کرتے ہیں۔

مضامین کا خلاصہ

گزشتہ سورۃ کا آغاز حروف مقطعات (طٰسٓمٓ) سے ہوا تھا جبکہ اس سورۃ کا آغاز ط،س سے ہوا ہے اور م کا حرف محذوف کر دیا گیا ہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اس سورۃ میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ، گزشتہ سورۃ کے مضامین کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کا آغاز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک رؤیا سے ہوا ہے جس میں آپ نے ایک الٰہی تجلّی کا مشاہدہ کیا۔ بعد ازاں حضرت سلمان اور حضرت داؤد علیھما السلام کا تفصیلی ذکر ہے۔ جن کے دور میں بنی اسرائیلوں کی فتوحات، طاقت، دنیاوی شان و شوکت عروج پر تھی۔

اس کے بعد اس سورۃ میں دو بنیادی اور اہم ترین مذہبی عقائد کا تفصیلی ذکر ہوا ہے جن میں ہستی باری تعالیٰ اور حیات بعد الموت شامل ہیں۔ پہلے عقیدہ کی تفصیل میں اس سورۃ میں قانونِ قدرت اور فطرت نیز انسان کے باطن اور اسکی ساری زندگی سے دلائل دئے گئے ہیں۔ اس حوالہ کے بعد کہ خدا کی عظیم طاقتیں قانون قدرت میں جلوہ گر ہیں، اس سورۃ میں قبولیت دعا کو ہستی باری تعالیٰ کی دلیل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ پھر ایک اور لاجواب اور مسقط دلیل جو اس سورۃ میں ہستی باری تعالیٰ کی دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا اپنے تیئں خود اپنے رسولوں اور نیک بندوں پر ظاہر کرتا ہے اور انہیں گمنام چیزوں کا علم نوازتا ہے، جس کی مثالیں ہر دور میں پائی جاتی ہیں۔

پھر اس سورۃ میں حیات بعد الموت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دیگر دلائل دینے کے بعد اس سورۃ میں ایک ناقابلِ تسخیر دلیل جو حیات بعد الموت کی دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ برپا ہونے والی عظیم اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے جو آپ ﷺ کی قوم میں واقع ہوئی۔ پھر اس دلیل کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ یہ دلیل یوں بیان کی گئی ہے کہ عرب لوگ اپنے مستقبل کے حوالہ سے بالکل مایوسی کے عالم میں تھے۔ وہ پرغفلت، بے حیائی کی دلدل میں لتھڑے ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ کے دعویٰ کو جھٹلایا اور اس بات کو بھی کہ انہیں اپنے اعمال کے بارے میں اگلے جہان میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اخلاقی اور روحانی طور پر وہ ایک اندھی قوم تھی۔ مگر قرآن کریم کے ذریعہ ان میں ایک نئی روح پھونک دی گئی۔ وحی الٰہی عرب کی بے آب و گیاہ وادی میں نازل ہوئی اور اس میں روئیدگی پیدا ہوئی اور بہار آگئی اور ایک نئی زندگی کی روح پھونک دی گئی۔ اور اسکی تعلیمات پرعمل کے نتیجہ میں عرب کے لوگ جو قبل ازیں انسانیت کے سفلی درجہ پر تھے وہ اچانک ان کے قائد اور راہبر بن گئے۔ اس عظیم انقلاب نے یہ زبردست دلیل مہیا کی ہے کہ خدا جو روحانی طور پر مردہ قوم کو زندہ کرتا ہے وہ جسمانی طور پر مردہ لوگوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرتا ہے۔

اس سورۃ کا اختتام اس بات پر ہوا ہے کہ خدا نے مکہ کو اپنے آخری پیغام کے لئے بطور مرکز کے چنا ہے اور اسی شہر سے الٰہی نور کی کرنیں نکلیں گی اور پورے عالم کو منور کر دیں گی۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

جاؤ گے، اس لئے نیکی تقویٰ اور اصلاح بین الناس کی خاطر اس لغو طریق سے بچتے رہو۔

درحقیقت یہ سب معنے آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ صرف عربی عبارت کی مشکل کو مختلف طریق سے حل کیا گیا ہے۔ جس بات پر سب مفسرین متفق ہیں، وہ یہ ہے کہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ بنالو۔ یعنی اُٹھے اور قسم کھا لی۔ یہ ادب کے خلاف ہے اور جو شخص اس عادت میں مبتلا ہوجاتا ہے وہ بسا اوقات نیک کاموں کے بارے میں بھی قسمیں کھالیتا ہے کہ مَیں ایسا نہیں کروں گا۔ اور اس طرح یا تو بے ادبی کا اور یا نیکی سے محرومی کا شکار ہوجاتا ہے۔ یا یہ کہ بعض اچھے کاموں کے متعلق قسمیں کھا کر خدا تعالیٰ کو ان کے لئے روک نہ بنالو۔ اِن معنوں کی صورت میں داؤ پیچ والے معنے خوب چسپاں ہوتے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ صدقہ و خیرات سے بچنے کے لئے چالیں چلتے ہیں اور داؤ کھیلتے ہیں اور بعض خدا تعالیٰ کی قسم کو جان بچانے کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ گویا دوسرے سے بچنے اور اُسے پچھاڑنے میں جو داؤ استعمال کئے جاتے ہیں اُن میں سے ایک خدا تعالیٰ کی قسم بھی ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ کے نام کو ایسے ذلیل حیلوں کے طور پر استعمال نہ کیا کرو۔ میرے نزدیک سب سے اچھی تشریح علامہ ابوحیان کی ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے احسان اور نیکی وغیرہ کے آگے روک بنا کر کھڑا نہ کر دیا کرو۔

وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ میں بتایا کہ اگر تمہیں نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس کے کام میں مشکلات پیش آئیں تو خدا تعالیٰ سے اس کا دفعیہ چاہو اور ہمیشہ دعاؤں سے کام لیتے رہو کیونکہ یہ کام دعاؤں کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتے اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے۔ اگر تم اس کی طرف جھکو گے تو وہ اپنے علم میں سے تمہیں علم عطا فرمائے گا اور نیکی اور تقویٰ کے بارے میں تمہارا قدم صرف پہلی سیڑھی پر نہیں رہے گا بلکہ علم لدنی سے بھی تمہیں حصہ دیا جائے گا۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم۔ صفحہ ۵۰۶ تا ۵۰۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''عُرۡضَۃً: اللہ کے نام کو نیکی کرنے میں روک نہ بناؤ مثلاً خدا کی قسم کھا کر یہ کہہ دیا: مَیں فلاں کے ساتھ نیکی نہیں کروں گا، فلاں کے گھر نہ جاؤں گا۔ وغیرہ (حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۳۶۱،۳۶۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''قرآن شریف کی رُو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کرتی ہوں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مَیں آئندہ مسطح صحابیؓ کو صدقہ خیرات نہیں دوں گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰہَ عُرۡضَۃً لِّاَیۡمَانِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا۔ یعنی ایسی قسمیں مت کھاؤ جو نیک کاموں سے باز رکھیں ... تفسیر مفتی ابومسعود مفتی روم میں زیر آیت وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰہَ عُرۡضَۃً لِّاَیۡمَانِکُمۡ لکھا ہے کہ عُرضۃ اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے عاجز اور مانع ہوجائے اور لکھا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں ہے جب کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی ہے، بباعث شراکت اس کی حدیث اِفک میں، کچھ خیرات نہیں دوں گا۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں مت کھاؤ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ سے روک دیں، نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ، جس سے طے ہو۔''

(الحکم۔ جلد ۸۔ نمبر ۲۲۔ بتاریخ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۴ء۔ صفحہ ۷)

(خطبہ جمعہ 13/ جون 2003ء)

☆...☆...☆

تبرکات

ہستی باری تعالیٰ

(قسط نمبر 4)

(حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ)

پانچویں دلیل

پانچویں دلیل ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں قرآن مجید ان لفظوں میں بیان فرماتا ہے۔ لَا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ (النمل:66) یعنی علم غیب ایک ایسا علم ہے جو دنیا میں کسی انسان کو معلوم نہیں اور آئندہ ہونے والے واقعات سے روئے زمین پر کوئی شخص واقف نہیں۔ اور واقعہ میں اگر انسان غور کرے تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ جو باتیں ابھی ظہور میں نہیں آئیں ان سے کوئی شخص آگاہ نہیں۔ اور انسان تو یہ بھی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے اور پرسوں اس پر کونسی مصیبت پڑنے والی ہے۔ غرض آئندہ کا حال کوئی نہیں جانتا اور مستقبل کے واقعات کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن باوجود اس کے پھر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جن راستبازوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کی طرف سے آنے کے مدعی ہوئے۔ وہ بعض خبریں قبل از وقت دیتے رہے اور وہ واقعہ کے مطابق پوری بھی ہوتی رہیں۔ حالانکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ کوئی انسان آئندہ کی خبریں معلوم نہیں کرسکتا۔ تو اب ہم نبیوں کے معاملہ میں غور کرنے سے اس نتیجہ تک پہنچے کہ وہ بھی ہم جیسے انسان تھے۔ وہ بھی آئندہ کے واقعات سے ہماری طرح محض لاعلم تھے لیکن یہ جو غیب کی بہت سی اہم خبریں قبل از وقت وہ دنیا پر ظاہر کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ہستی ہے۔ اور جو انہیں خاص طور پر ان پیش آنے والے واقعات سے مطلع کرتی رہی ہے۔ اس بات کو قرآن حکیم اس طرح پر بیان فرماتا ہے۔ لَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (الجن:27-28) یعنی نبیوں اور رسولوں پر جو غیب کی خبریں منکشف ہوتی ہیں یہ ان کی ذاتی خوبی نہیں بلکہ ایک وراء الوریٰ ہستی ہے جو ان کو قبل از وقت واقعات سے مطلع کرتی ہے۔ غرض نبیوں کا پیشگوئیاں شائع کرنا اور بڑے بڑے اہم واقعات کا قبل از وقت بیان کر دینا اور پھر وقت پر ان باتوں کا پورا ہو جانا خدا تعالیٰ کی ہستی کی ایک بڑی زبردست دلیل ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ ایک پیشگوئی شائع کی جاتی ہے کہ میں تیرے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور ٹھیک دو ہزار برس بعد یہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور اس بات پر مہر لگاتی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا تعلق یقیناً ایک ایسی ہستی سے تھا جو عالم الغیب ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کا فرمانا مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ (الصف:7) اپنے وقت پر کس وضاحت سے پورا ہوا۔ اور پیشگوئی کے پورا ہونے نے ایک ثبوت قائم کر دیا کہ مسیح ناصری کا ایک وراء الوریٰ وجود سے تعلق تھا اور اسی نے انہیں آئندہ ہونے والے واقعات سے مطلع کیا۔ پھر رسول کریمؐ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور آپؐ نے سینکڑوں باتیں قبل از وقت دنیا پر ظاہر کیں اور وہ اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ الٓمّٓ O غُلِبَتِ الرُّوۡمُ O (الروم:2-3) کا ملاحظہ کرو۔ پھر دجال یاجوج ماجوج کی پیشگوئیاں آج ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں اور دجال کا گدھا تیرہ سو برس کے بعد ہمارے زمانہ میں نمودار ہوتا ہے۔ پھر کتابوں کا پھیلنا، دریاؤں کا پھاڑا جانا، اونٹوں کا بیکار ہونا، مسیح و مہدی کا آنا، دجال کا قتل ہونا، صلیب کا پاش پاش کیا جانا یہ سب ایسی باتیں ہیں جو ہماری آنکھوں نے دیکھی ہیں اور یہ سب کی سب پکار پکار کر عالم الغیب کی ذات بابرکات کا پتہ دے رہی ہیں۔ پھر اس زمانہ میں ایک صادق منصب نبوت و رسالت پر مبعوث ہو کر صدہا نہاں در نہاں باتوں سے دنیا کو آگاہ کرتا ہے اور ایسے ایسے عظیم الشان اور عجیب واقعات کی اطلاع دیتا ہے کہ بظاہر وہ ناممکن معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن تھوڑا زمانہ گزرنے نہیں پاتا کہ وہ باتیں منصہ شہود پر ظہور میں آجاتی ہیں۔ دیکھو ابھی کل کی بات ہے کہ اس نے پنڈت لیکھرام کو کہا کہ سید الوریٰ خیر الرسل کے حق میں بدزبانی مت کر کہ اس کا انجام خراب ہے۔ مگر پنڈت لیکھرام باز نہ آیا۔ اس پر اس صادق نے کہا۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ

پھر جاننے والے جانتے ہیں کہ لیکھرام کا کیا انجام ہوا۔ پھر جب بنگالہ تقسیم ہوا اور بنگالی شور مچا کر ایجی ٹیشن چلا کر تھک کر بیٹھ رہے اور ان کے بڑے بڑے مدبرین نے قطعی رائے دے دی کہ اب یہ تقسیم کبھی منسوخ نہیں ہوسکتی۔ اس وقت اس نے الہام پاکر اعلان کیا کہ تقسیم بنگالہ منسوخ ہو کر بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی۔ گو کسی کو یقین نہ آیا اور ہنسی کرنے والوں نے ہنسی کی۔ مگر 1912ء میں ہمارا زمینی بادشاہ انگلینڈ سے چل کر دہلی آیا اور وہاں تقسیم بنگالہ موقوف کر کے ہمارے آسمانی بادشاہ کے کلام کی تصدیق کی۔ کیا یہ حیرت انگیز واقعہ اس بات کی دلیل نہیں کہ مسیح موعود کا ایک ایسی ہستی سے تعلق تھا جو علیم و حکیم اور قادر مقتدر ہستی ہے۔

چھٹی دلیل

ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں چھٹی دلیل اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کے وجود کو پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

جَعَلَ اللّٰہُ الۡکَعۡبَۃَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَالۡهَدۡیَ وَالۡقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ (المائدہ:98)

یعنی دنیا میں بہت سے بادشاہ ہیں۔ بڑے بڑے قلعے بنواتے ہیں اور آسمان سے باتیں کرنے والی عمارتیں تیار کرواتے ہیں لیکن ایک وقت کے بعد وہ قلعے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ وہ عمارتیں ویران ہو جاتی ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں رہتا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ بادشاہ اپنے وقت میں بیشک بڑی قوت اور شوکت رکھتے تھے لیکن جب موت نے ان کو اس دنیا سے باہر کر دیا پھر اس کارخانہ میں ان کا کوئی دخل باقی نہ رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک چھوٹا سا مکان مکہ میں بناتا ہوں۔ وہ ہمیشہ آباد رہے گا۔ اور اس مقام پر کبھی ویرانی دخل نہ پا سکے گی۔ وہ مکان لوگوں کے لئے امن کا موجب ہوگا۔ لوگ دنیا کے کناروں سے قربانیاں گزارنے وہاں آئیں گے اور وہاں پر ہمیشہ حج ہوتا رہے گا اور وہ دینی مرکز بن جاوے گا۔ اب دیکھو اس وعدہ کو تیرہ سو برس ہونے کو آئے اور ہمارے سامنے سینکڑوں قلعے اور عظیم الشان فلک نما عمارتیں زمین کا پیوند ہوگئیں۔ بیسیوں بڑی بڑی سلطنتیں تباہ ہوگئیں اور دنیا پر بڑے بڑے انقلاب آئے مگر مکہ کا وہ معمولی سا مکان اپنی اسی شان و شوکت کے ساتھ قائم ہے۔ لوگوں کے لئے امن کا موجب بنا ہوا ہے۔ دیکھو! آج موجودہ جنگ میں ٹرکی کے ماتحت ہونے کی وجہ سے شام اور عراق اور قسطنطنیہ سخت خطرہ میں ہیں اور وہاں کے لوگ آئندہ آنے والے حوادث سے پریشان ہو رہے ہیں۔ مگر ملک عرب اور مکہ معظّمہ ایک ایسا مقام ہے جہاں کے رہنے والوں کو اس جنگ کا کوئی خطرہ نہیں۔ غرض مکہ معظّمہ کی یہ خصوصیت اور ہزاروں لاکھوں آدمیوں کا وہاں ہر سال دیوانہ وار دوڑتے ہوئے جانا اور بیت اللہ کا یہ اعزاز و احترام اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا بنانے والا غیر فانی ہے۔ اور آگے فرمایا۔ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ یعنی بیت اللہ کا وجود جس طرح دلالت کرتا ہے کہ اس کا بانی ازلی ابدی اور قادر مقتدر ہے جو اپنے بنائے ہوئے مکان کی حفاظت اپنی بے نظیر قدرت سے کرتا ہے اسی طرح وہ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ بھی ہے۔ غرض خانہ کعبہ کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک برہان ہے۔

(الفضل قادیان 4 فروری 1915ء)

☆...☆...☆

تعارف صحابہؓ

حضرت منشی بقا محمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ رہتاس ضلع جہلم

مرتبہ: غلام مصباح بلوچ

حضرت منشی بقا محمد صاحب رضی اللہ عنہ ولد میاں امام بخش صاحب قوم کھوکھر رہتاس ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور سکول میں مدرس تھے۔ آپ قریبًا 1886ء میں پیدا ہوئے۔ 1907ء میں آپ بوچھال کلاں ضلع چکوال میں متعین تھے جہاں سے سلسلہ احمدیہ کا تسلی بخش مطالعہ کر کے بیعت کا خط لکھ دیا، اخبار بدر میں ''سلسلہ حقہ کے نئے ممبر'' کے تحت آپ کا نام ''بقا محمد۔ رہتاس جہلم'' (بدر 18/ جولائی 1907ء صفحہ 13) آپ کی بیعت کا اندراج جب اخبار بدر میں شائع ہوا تو مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی ایڈیٹر رسالہ ''الہادی'' نے آپ کو بذریعہ خط لکھا:

''محبّ من منشی بقا محمد صاحب!

بعد سلام مسنون واضح آنکہ اخبار بدر ..... میں زیر عنوان ''سلسلہ حقہ کے نئے ممبر'' آپ کا نام بھی درج شدہ دیکھا، حیران ہوا کہ .... قادیانی کی مریدی کا خیال کس طرح ہوسکتا ہے؟..... اول تو مجھے اس خبر کی صحت میں شک ہے۔ دوم اگر سچی بھی ہے تو آپ گرمیوں کی رخصتوں میں سیالکوٹ میں آکر مجھ سے ملاقات کر جاویں ..... آپ کا خیر خواہ

خاکپائے محمد ابراہیم ایڈیٹر رسالہ الہادی

6/ اگست 1907ء''

جب آپ نے یہ خط پڑھا تو بڑے پُرمعارف طریقے سے تفصیلی اس کا جواب دیا جو اخبار بدر میں شایع ہوا، اس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے آپ کے ایمان کا علم ہوتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''مکرمی مولوی صاحب!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا نوازش نامہ پہنچا، کئی ایک وجوہات سے جواب سے قاصر رہا۔ آپ نے لکھا ہے کہ..... سلسلہ حقہ کے نئے ممبر آپ کا نام بھی درج شدہ دیکھا، الحمد للہ و شکر اللہ، بندہ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکر کس زبان سے ادا کرے، بندہ کو وہ لفظ نہیں ملتے جس سے ایسی نعمت کا شکریہ ادا کروں

بھر گیا ہے گل امید سے دامن اپنا
باغبان مبارک رہے تجھے گلشن اپنا

آگے چل کر بندہ کو سیالکوٹ میں ملاقات کے واسطے مدعو کرتے ہیں، وہ کس واسطے؟ صرف اسی واسطے کہ حضرت مرزا صاحب کی غلامی سے جس کو نیازمند ایک فخر کی نگاہ سے خیال کرتا ہے، ہٹایا جاوے۔ خداوند کریم اپنے عاجز اور کمزور انسان پر رحم کرے، آمین۔ اب بندہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی تعلیم کا لب لباب آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور انصاف چاہتا ہے کہ کیا وہ تعلیم حق ہے یا نہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے یا نہیں اور انسان کی پیروی کے لیے ذریعہ نجات ہے یا نہیں؟ پھر ان کی تعلیم کے برخلاف آپ وہ تعلیم بیان کریں جس پر انسان چل کر نجات حاصل کر سکے، پھر بندہ سیالکوٹ آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوجائے گا.....

بے شک طالب حق ہوکر میرے اعتراضات کا جواب از ادلّہ قرآن کریم و سنت کریم، احادیث صحیحہ نبویہ سے دیا جاوے، صرف مجھے حق کی ضرورت ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے۔ کسی خاص فرقہ سے انس و محبت متعصّبانہ نہیں صرف احکام ربّی کو سمجھنے اور اُن پر چلنے کی ضرورت ہے اور اسی کو قال اللہ و قال الرسول کہا جاتا ہے جس کا نمونہ آج کل مرزا صاحب ہیں اور بس اور اسی وجہ سے قادیانی کی مریدی کا خیال آیا۔

مشک آن ہست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطا گوید

جواب کا منتظر خادم

(بدر 19/ ستمبر 1907ء صفحہ 8،9)

آپ بطور مدرس مختلف جگہوں پر متعین رہے اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اخبار الفضل میں آپ کے حوالے سے ایک خبر یوں درج ہے: ''چک عبدالخالق ضلع جہلم سے منشی بقا محمد صاحب مدرس لکھتے ہیں منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی ہر اتوار کو احمدی، غیر احمدی مرد عورتوں میں احمدیت کا وعظ سناتے ہیں۔ الحمد للہ کہ غیر احمدی اب بہت دلچسپی سے وعظ کو سننے لگے ہیں۔ منشی صاحب موصوف احمدی احباب سے دعا کی بھی درخواست کرتے ہیں۔'' (الفضل 14/ ستمبر 1915ء صفحہ 1 کالم 3)

آپ نے 1922ء میں قریبًا 36 سال کی عمر میں وفات پائی اور رہتاس میں دفن ہوئے۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصی (وصیت نمبر 1781) تھے، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ 17/ نومبر 1922ء کے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

''آج جمعہ کی نماز کے بعد بقا محمد صاحب مدرس کا جنازہ پڑھوں گا جو ایک مخلص شخص تھے اور رہتاس میں رہتے تھے۔ وہاں اکیلے تھے اور ان کا جنازہ وہاں نہیں پڑھا گیا۔'' (الفضل 4/ دسمبر 1922ء بحوالہ خطبات محمود جلد 7 صفحہ 415). آپ کے پڑنواسے مکرم فرحان احمد رچمنڈ ہل، ٹورانٹو نے آپ کے اہل و عیال کے متعلق اپنے خاندان کے بڑوں سے درج ذیل معلومات اکٹھی کر کے مہیا کی ہیں۔

حضرت منشی بقا محمد صاحبؓ نے پسماندگان میں ایک بیوہ محترمہ استانی فضل نور صاحبہ اور دو کمسن بچیاں امۃ العزیز عمر 10 سال اور رحمت الٰہی بعمر 5 سال چھوڑیں۔ آپ کی اہلیہ استانی محترمہ فضل نور صاحبہ نے وصیت کے ریکارڈ کے مطابق 1920ء میں بیعت کی۔ انہوں نے دو یا تین جماعتیں پاس کی ہوئی تھیں۔ حضرت ماسٹر صاحب نے ترکہ میں صرف ایک مکان چھوڑا تھا اور کوئی صورت گذارے کی نہیں تھی۔ رشتے دار بھی سب غیر احمدی تھے۔ خاوند کی اچانک وفات کے بعد اپنی کمسن بچیوں کو لے کر آپ اپنے بھائی جو کہ غیر احمدی تھے، کے پاس راولپنڈی چلی گئیں۔ اس باہمت خاتون نے وہاں جاکر دوبارہ پڑھائی شروع کر دی اور اپنی چھوٹی بیٹی رحمت الٰہی کے ساتھ پرائمری تعلیم مکمل کی اور رہتاس واپس آکر بطور استانی نوکری کی اور قریباً 25 سال تک پڑھاتی رہیں۔ آپ نے اپنی بچیوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ محترمہ استانی فضل نور صاحبہ نے مورخہ 12/ دسمبر 1969ء کو وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 1761) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

آپ کی بڑی بیٹی محترمہ امۃ العزیز صاحبہ (وفات: 7/ اکتوبر 1993ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) کی شادی سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم محترم قاری محمد امین صاحب ابن حضرت قاری غلام یاسین صاحبؓ کے ساتھ ہوئی۔ آگے اولاد میں 11 بچے (سات بیٹیاں اور چار بیٹے) تھے۔ تین بیٹیاں نوعمری میں وفات پا گئیں باقی آٹھ بچوں نے لمبی عمریں پائیں۔ بیٹیوں میں مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ شیخ محمد اکرم لاہور، مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ محمد امین لندن، مکرمہ بشریٰ ثریا شاہدہ صاحبہ اہلیہ دین محمد شاہد ریٹائرڈ مربی سلسلہ حال کیلگری، مکرمہ خالدہ ادیب خانم صاحبہ اہلیہ پروفیسر سلیم احمد چودھری اسلام آباد شامل ہیں جبکہ بیٹوں میں مکرم محمد نصیر اطہر صاحب ٹورانٹو، مکرم خالد امیر صاحب لاہور، مکرم بشیر طارق صاحب سسکاٹون کینیڈا اور مکرم محمد سفیر صاحب ٹورانٹو کینیڈا شامل ہیں۔

دوسری بیٹی محترمہ رحمت الٰہی صاحبہ کی شادی محترم حافظ عبدالرحمٰن صاحب آف ڈیرہ غازی خان کے ساتھ ہوئی۔ دونوں میاں بیوی سکول ٹیچرز تھے۔ مکرمہ رحمت الٰہی صاحبہ نے 31/ اگست 1950ء کو قریباً 33 سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 4477) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی ان کے خاوند حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے بھی 30/ مارچ 1953ء کو چک L 12/45 ضلع ساہیوال میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ یہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ موصی تھے۔ ان کی اولاد میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تھیں جن میں مکرم بشارت الرحمان ظفر صاحب پورٹ لینڈ، امریکہ (ان کے بیٹے مکرم حارث ظفر صاحب جماعت امریکہ کے شعبہ امور خارجیہ کے ساتھ وابستہ ہیں)، مکرمہ ناصرہ رحمٰن صاحبہ زوجہ مکرم طفیل منیر خان صاحب، مکرمہ طاہرہ کلثوم صاحبہ زوجہ مکرم ریاض قدیر خان صاحب ایڈووکیٹ اور مکرمہ بشریٰ ناہید صاحبہ زوجہ مکرم عبدالرشید فوزی صاحب۔

☆...☆...☆

قرآن مجید کی ایک جغرافیائی صداقت کا خارق عادت ظہور

دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت

ہمارے نبی اور نبیوں کے سرتاج محمد مصطفیٰ ﷺ ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے جب روما کی عیسائی سلطنت دنیا کی ایرانی حکومت کے متوازی مغرب کی سب سے بڑی طاقت تسلیم کی جاتی تھی جس کا سرکاری عقیدہ حیات مسیح تھا اور اس دور میں ہر طرف طوفان کی طرح مسلط ہو چکا تھا۔ اس ماحول میں قرآن مجید نے انکشاف کیا کہ وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ (المومنون: 51) یعنی حادثہ صلیب کے بعد ہم نے مسیح اور ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی پانی صاف تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی۔ قرآن نے یہ بھی بتایا کہ آنحضرت ﷺ کی زبان عرش کے خدا کی زبان ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم پر وحی کی گئی کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاؤ تا کہیں تمہاری شناخت نہ ہو جائے ورنہ تکلیف پاؤ گے۔ چنانچہ آپ زمین کی سیاحت پر نکل کھڑے ہوئے۔ اس دوران میں جنگل کی سبزیاں استعمال کرتے اور چشموں کا پانی پیا کرتے تھے اور ایک سو بیس سال میں وفات پائی۔

(خلاصہ احادیث مندرج کنز العمال)

قرآن مجید نے حضرت مسیح کے دار الہجرت کی جغرافیائی علامات یہ بتلائیں کہ سمندر سے اس کی سطح مرتفع یعنی بہت اونچی ہے (ربوہ) اس کے نظارے نہایت درجہ پُرکشش ہیں، سردی اس میں بلا کی پڑتی ہے۔ پُرسکون اور مستحکم جگہ اور محفوظ مقام ہے یہ سب معانی مشہور اور مستند عربی لغت ''معجم اعظمی'' میں بیان ہوئے ہیں جو عالم ازہر اور معتمد جماعت الاخوۃ الاسلامیہ مصر جناب محمد حسن الاعظمی کی فاضلانہ تالیف ہے۔ اور اس میں کسے کلام ہے کہ یہ تمام قدرتی اوصاف کشمیر کے دار السلطنت سری نگر میں بدرجہ اتم موجود ہیں جس کی تصدیق کشمیر کی قدیم تاریخ مُلّا نادری اور بارھویں صدی ہجری کے کشمیری بزرگ حضرت محمد اعظم شاہ کی تاریخ کشمیر اعظمی سے بھی ہوتی ہے اور جدید تحقیقات نے حقائق سے ایسا پردہ اٹھا دیا ہے اور خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں جن سے سرینگر کے محلہ خان یار میں واقع قبر مسیح چار دانگ عالم میں شہرت پا چکی ہے۔ کشمیر کے ماہر آثار قدیمہ اور ریسرچ سکالر جناب محمد یٰسین نے اس موضوع پر مسٹریز آف کشمیر (MYSTERIES OF KASHMIR) لکھی ہے۔ اسی طرح ہسپانوی مؤرخ انڈریاس فالبر قیصر کے قلم سے تاریخی اور جدید انکشافات کی بناء پر ایک معرکہ آرا کتاب JESUS DIED IN KASHMIR کے نام سے منصّہ شہود پر آ چکی ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ عربی لغت کے مطابق حضرت مسیح کے جائے پناہ کو ''ذات قرار'' سے موسوم کیا گیا ہے جس کے ایک معنی محفوظ مقام کے ہیں۔ اور یہ خارق عادت بات ہے کہ جہاں 8/ اکتوبر 2005ء کے حالیہ قیامت خیز زلزلہ سے مظفر آباد کھنڈرات میں بدل گیا ہے وہاں سرینگر میں جھٹکے ضرور آئے مگر نہ صرف یہ کہ اس کے ''معین'' یعنی اس کے چشمے پوری شان سے جاری رہے بلکہ ''ذات قرار'' ہونے کے باعث کوئی قابل ذکر عمارتی نقصان نہیں ہوا جس نے قرآن مجید کی جغرافیائی صداقت پر اعجازی رنگ سے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ یہی نہیں زمانہ تاریخ سے 2005ء تک کی جدید تحقیق کے مطابق سرینگر میں زلزلوں سے عمارتوں کی بربادیا چشموں کے خشک ہونے کا کوئی ایک واقعہ نہیں ملتا۔ قرین قیاس یہی ہے کہ خدائے قادر و توانا نے اپنی کسی خاص مصلحت کے لئے مزار مسیح کے قرار یعنی حفاظت کا ازل سے خود ہی سامان رکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سری نگر کے پیارے اور شریف النفس مسلمان

اخبار ''جنگ'' نے 13/ اگست 1993ء کے ''جمعہ میگزین'' کے صفحہ 7 پر پاکستان کے ایک انشاء پرداز اور فاضل کے قلم سے یہ رپورٹ شائع ہوئی:

23 مئی (1944ء) سرینگر......

ہر مسلمان بلا تمیز عقیدہ وفرقہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے کشمیر پریس میں قائد اعظم کا بیان......

''مجھ سے ایک پریشان کن سوال پوچھا گیا کہ مسلمانوں میں مسلم کانفرنس کا ممبر کون ہو سکتا ہے؟ یہ سوال خاص طور پر قادیانیوں کے سلسلے میں پوچھا گیا۔ میرا یہ کہنا ہے کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین کا تعلق ہے تو اس میں درج ہے کہ ہر مسلمان بلا تمیز عقیدہ وفرقہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ مسلم لیگ کے عقیدہ پالیسی اور پروگرام کو تسلیم کرے۔ رکنیت کے فارم پر دستخط کرے اور دو آنے چندہ ادا کرے۔ میں جموں و کشمیر کے مسلمانوں سے اپیل کروں گا کہ وہ فرقہ وارانہ سوالات نہ اٹھائیں بلکہ ایک ہی پلیٹ فارم پر ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اسی میں مسلمانوں کی بھلائی ہے۔ اس سے نہ صرف مسلمان موثر طریقے سے سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشرتی ترقی کر سکتے ہیں بلکہ دیگر اقوام بھی۔'' (کالم 1،2)

جموں کے نام نہاد لیڈروں کا رخ کردار

یہ حقیقت ہے کہ کشمیر خصوصاً سرینگر کے پاک نفس اور روشن خیال مسلمانوں نے 1944ء سے اب تک قائد اعظم کی اس نصیحت کو اپنے دل میں جگہ دی ہے اور احمدیوں کے خلاف کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ کھڑا نہیں کیا لیکن افسوس صد افسوس! جموں کے نام نہاد مسلمان لیڈروں نے اس کی دھجیاں بکھیرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اور جیسا کہ سردار گل احمد خان کوثر سابق چیف پبلسٹی آفیسر آزاد کشمیر حکومت اور مؤرخ کشمیر جناب پریم ناتھ بزاز نے تاریخ جدو جہد حریت کشمیر (HISTORY OF THE STRUGGLE FOR FREEDOM IN KASHMIR) میں لکھا ہے۔ آزاد کشمیر حکومت کا قیام 3/ اکتوبر 1947ء کو عمل میں آیا اور اس کے پہلے صدر کشمیر کے ایک معروف احمدی اور حریت کشمیر کے نامور لیڈر جناب خواجہ غلام نبی گلکار مقرر کئے گئے مغربی تاریخ دان لارڈ برڈوڈ نے اپنی کتاب ''دو قومیں اور کشمیر'' میں بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ علاوہ ازیں 1931ء کی تحریک آزادی کشمیر میں جماعت احمدیہ نے جو سنہری خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی جائیں گے۔ استعماری طاقتوں کی مخالفت کے باوجود فرزند احمدیت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کی اہل کشمیر کی سلامتی کونسل میں فقید المثال ترجمانی اور کونسل کی استصواب سے متعلق قرار داد کی منظوری کا کارنامہ قیامت تک چاند ستاروں کی طرح چمکتا رہے گا۔ سردار محمد ابراہیم خاں سابق صدر آزاد کشمیر کا چشم دید بیان ہے کہ چونکہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت کی تھی اس لئے نیو یارک کا یہودی پریس پاکستان کو اور جناب حمید نظامی کی روایت کے مطابق چوہدری صاحب کو اپنا بدترین دشمن سمجھتا تھا۔''

(ملاحظہ ہو کتاب متاع زندگی از سردار ابراہیم۔ نشان منزل صفحہ 172۔ خطوط حمید نظامی)

ظلم و ستم کی حد یہ ہے کہ جمونی اور جنونی قیادت نے اپنے محسن عظیم کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے یہودیوں سے بڑھ کر اس یگانہ روزگار شخصیت کی توہین و تضحیک کی حتیٰ کہ اسے بھی کافر تک قرار دے دیا۔

مستقبل کا مؤرّخ یقیناً یہ معلوم کر کے ورطۂ حیرت میں ڈوب جائے گا کہ آزاد کشمیر حکومت کی فرقہ پرست جمونی قیادت پورے جوش جنوں کے ساتھ ریاست کے وفادار اور مخلص احمدیوں پر 1950ء سے اکتوبر 2005ء تک ظلم و ستم کا پہاڑ توڑتی رہی۔ اسی قیادت نے اپریل 1973ء میں میجر محمد ایوب کی قرار داد کے ذریعہ مظفر آبادی اسمبلی سے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ بعد ازاں 1974ء میں مسیح محمدی کے غلاموں کے لئے آزاد کشمیر کی سرزمین کربلا بنادی گئی۔ اس خونچکاں پُرفتن اور پُر آشوب سال جن احمدی جماعتوں پر حشر بپا کیا گیا ان میں سے بعض شہروں کے نام یہ ہیں۔

مظفر آباد، باغ، ترارکھل، کوٹلی، بھمبر، دولیاں جٹاں، بھابڑہ، گوئی، چکار، خلیل آباد، میرا بھڑکا، درّہ شیر خاں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو روزنامچہ 1974ء ناشر جناب افضال ربّانی۔ یاسر منصور احمد صاحب معرفت ہفت روزہ لاہور عقب ہائی کورٹ لاہور، اشاعت جون 2001ء)

یہ بھی تو غنیمت ہے کہ ہر ظلم کی تکمیل
غیروں سے جو ہوتی تھی وہ یاروں سے ہوئی ہے

(شاعر احمدیت حضرت ثاقب زیروی)

1974ء کے بعد فتنہ بظاہر دب گیا مگر اندر ہی اندر سلگتا رہا۔ اسی ماحول میں 13/ اگست 1979ء کو کوٹلی کے ایک خاموشی طبع فرشتہ سیرت اور نافع الناس بزرگ علم الدین صاحب دن دھاڑے خنجر سے شہید کر دیئے گئے۔ ریاستی احمدیوں نے صبر تحمل کی ایک نئی تاریخ رقم کی اور بزبان حال یہ کہتے ہوئے اپنی سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کر دیا۔

اور بھی دور فلک ہیں ابھی آنے والے
ناز اتنا نہ کریں ہم کو ستانے والے

آیت قرآنی میں ایک سر بستہ راز اسیروں کے رستگار اور کشمیر کمیٹی کے صدر حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 22 جنوری 1932ء کے خطبہ میں احمدیوں کو خاص تحریک فرمائی کہ مسلمانان کشمیر کی مال اور دعاؤں سے مدد کریں، اس خطبہ میں حضورؓ نے آزادی کشمیر کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

’’کشمیر کے مسلمان یقیناً غلام ہیں اور ان کی حالت دیکھنے کے بعد بھی جو یہ کہتا ہے کہ ان کو کس قسم کے انسانی حقوق حاصل ہیں وہ یا تو پاگل ہے اور یا اوّل درجہ کا جھوٹا اور مکار۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بہترین دماغ دیئے ہیں اور اُن کے ملک کو دنیا کی جنت بنایا ہے مگر ظالموں نے بہترین دماغوں کو جانوروں سے بدتر اور انسانی ہاتھوں نے اس بہشت کو دوزخ بنادیا ہے اس لئے وہ اب چاہتا ہے کہ جسے اس نے پھول بنایا ہے وہ پھول ہی رہے اور کوئی ریاست اور حکومت اسے کانٹا نہیں بنا سکتی۔ روپیہ چالاکی مخفی تدبیریں اور پروپیگنڈا کسی ذریعہ سے بھی اسے کانٹا نہیں بنایا جاسکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا منشایہ ہے اس لئے کشمیر ضرور آزاد ہوگا اور اس کے رہنے والوں کو ضرور ترقی کا موقع دیا جائے گا۔‘‘

(الفضل 31 جنوری 1932ء صفحہ 7)

خدا کے خلیفہ موعود کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی روشنی میں آیت ’’ذات قرار و معین‘‘ میں یہ راز پوشیدہ معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ امن عالم کے قیام میں سری نگر ایک اہم رول ادا کرنے کی توفیق پائے گا اور علوم وفنون کا سرچشمہ ثابت ہوگا۔ خدا کرے یہ روحانی علمی انقلاب ہم اپنی آنکھوں سے بہت جلد مشاہدہ کرسکیں۔

ہم تہی دست ترے در پہ چلے آئے ہیں
لطف سے اپنے عطا کر ید بیضا ہم کو

☆...☆...☆

بقیہ: خَیْرُالْجَلِیْسِ فِی الزَّمَانِ کِتَاب...... از صفحہ 8

جداگانہ طور سے ایسی جامع ہے کہ اگر کوئی طالب حق اور طالب تحقیق ان کا غور سے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ بہم نہ پہنچ جاوے۔ ہم نے اپنی عمر میں ایک بھاری ذخیرہ معلومات کا جمع کردیا ہے اور جہاں تک ممکن تھا ان کی اشاعت بھی کی گئی ہے۔ اور دوست اور دشمنوں نے اُن کو پڑھا بھی ہے........ معقولی رنگ میں اور منقولی طور سے تو اب ہم اپنے کام کو ختم کرچکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 578-579)

آپ اپنی کتب کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اسرار و نکات اور دقائق سے وہ امور مراد ہیں جو شریعت کی تمام باتوں کو مسلم رکھ کر پوری پوری شکل کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کی حقیقت کاملہ کو بمنصہ ظہور لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ منقول کو معقول کرکے دکھا دیتے ہیں۔ سو انہیں اسرار کی اس معقولیت کے زمانہ کی ضرورت تھی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 39)

پھر فرمایا:

’’یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس علمی زمانہ میں جبکہ موجودات عالم کے حقائق اور خواص الاشیاء کے علوم ترقی کر رہے ہیں۔ اس نے آسمانی علوم اور کشف حقائق کے لئے ایک سلسلہ کو قائم کیا جس نے ان تمام باتوں کو فیج اعوج کے زمانہ میں ایک معمولی قصوں سے بڑھ کر وقعت نہ رکھتی تھیں اور اس سائنس کے زمانہ میں ان پر ہنسی ہورہی تھی۔ علمی پیرایہ میں ایک فلسفہ کی صورت میں پیش کیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 153 ایڈیشن 1984ء)

دنیا بھر میں اپنی کتب کی اشاعت کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں:

’’ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بُری تعلیموں سے متاثر ہوکر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں اور ہروقت یہ امر ہماری مدنظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سمِّ قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس مدعا کا بوجہ اکمل و اتم اس طور سے حاصل ہونا ہرگز ممکن نہیں کہ ہم ہمیشہ یہی امر پیش نہاد خاطر رکھیں کہ ہماری کتابیں فروخت کے ذریعہ سے شائع ہوتی رہیں۔ اور محض فروخت کے طور پر کتابوں کو شائع کرنا اور نفسانی ملونی کیوجہ سے دین کو دنیا میں گھسیڑ دینا نہایت نکما اور قابل اعتراض طریق ہے جس کی شامت کی وجہ سے نہ ہم جلدی سے اپنی کتابیں دنیا میں پھیلا سکتے ہیں اور نہ کثرت سے وہ کتابیں لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ جس طرح ہم مثلاً ایک لاکھ کتاب کو مفت تقسیم کرنے کی حالت میں صرف بیس روز میں وہ سب کتابیں دور دور ملکوں میں پہنچا سکتے ہیں اور عام طور پر ہر ایک فرقہ میں اور ہر جگہ پھیلا سکتے ہیں اور ہر ایک حق کے طالب اور راستی کے متلاشی کو دے سکتے ہیں ایسی اور اس طرح کی اعلیٰ درجہ کی کاروائی قیمت پر دینے کی حالت میں شاید بیس برس کی مدت تک بھی ہم نہیں کرسکیں گے۔ فروخت کی حالت میں کتابوں کو صندوق میں بند کرکے ہم کو خریداروں کی راہ دیکھنا چاہیئے کہ کب کوئی آتا ہے یا خط بھیجتا ہے اور ممکن ہے کہ اس انتظار دراز کے زمانہ میں ہم آپ ہی اس دنیا سے رخصت ہوجائیں اور کتابیں صندوقوں میں بند کی بند رہیں! سو چونکہ فروخت کا دائرہ نہایت تنگ اور اصل مدعا کا سخت حارج اور چند سال کے کام کو صدہا برسوں پر ڈالتا ہے۔ اور مسلمانوں میں سے ایسا کوئی فراخ حوصلہ اور عالی ہمت امیر بھی اب تک اس طرف متوجہ نہیں ہوا کہ ہماری تالیفاتِ جدیدہ کے بہت سے نسخے خرید کرکے محض للہ تقسیم کیا کرتا۔ اور اسلام میں عیسائی مشن کی طرح کوئی ایسی سوسائٹی بھی نہیں جو اس کام کے لئے مدد دے سکے اور عمر کا بھی اعتبار نہیں۔ تاہم لمبی عمر کی امید پر کسی دور دراز وقت کے منتظر رہیں۔ لہٰذا میں نے اپنی تمام تالیفات میں ابتداء سے التزامی طور پر یہی مقرر کر رکھا ہے کہ جہاں تک بس چل سکتا ہے بہت سا حصہ کتابوں کا مفت تقسیم کردیا جائے تاجلدی سے اور عام طور پر یہ کتابیں جو سچائی کے نور سے بھری ہوئی ہیں دنیا میں پھیل جائیں۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 27-28)

تالیفات میں خدائی تائیدات ونصرت ومدد شامل رہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتب خدائی تائید ونصرت الٰہی سے لکھیں۔ کسی جگہ آپ نے لکھا کہ کوئی اندر سے تعلیم دے رہا ہے۔ کسی جگہ فرمایا آسمان سے دودھ اُتر رہا ہے۔ کسی جگہ فرمایا یوں لگتا ہے جیسے کوئی اندر سے بول رہا ہے۔ اور فرمایا جب میں عربی لکھتا ہوں تو کس طرح افواج کی طرح الفاظ اور فقرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 226)۔ یہاں کچھ ایسے ارشادات آپ کی تحریرات سے پیش کئے جارہے ہیں جس سے آپ کی کتب کے مطالعہ کی طرف توجہ ہو اور برکات الٰہی کی خاطر آپ کی کتب خرید کر گھروں کی زینت بنائیں۔

کوئی اندر سے بول رہا ہے

’’مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب میں کسی کتاب کا مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں اور قلم اٹھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی اندر سے بول رہا ہے اور میں لکھتا جاتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کو سمجھا بھی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آجاتا ہے اور میرا ایمان تو یہ ہے کہ جنت ہو یا نہ ہو۔ خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہونا ہی جنت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 270)

’’تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے

یَا... اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی
شَفَتَیْکَ۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ۔
درکلام تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔
رَبِّ عَلِّمْنِیْ مَاھُوَ خَیْرٌ عِنْدَکَ۔

اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔ اے میرے خدا! مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105تا106)

کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے

’’یہ بات بھی اس جگہ بیان کردینے کے لائق ہے کہ مَیں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔ (1) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر اُن مضامین کو مَیں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔ (2) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مَیں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہ نمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت مَیں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434تا435)

وہی تمہیں یقین کا دودھ پلائے گا

’’وہ خدا جو بچے کے پیدا ہونے سے پہلے پستان میں دودھ ڈالتا ہے اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی زمانہ میں تمہارے ہی ملکوں میں...ایک بھیجا ہے تا ماں کی طرح اپنی چھاتیوں سے تمہیں دودھ پلاوے۔ وہی تمہیں یقین کا دودھ پلائے گا جو سورج سے زیادہ سفید اور تمام شرابوں سے زیادہ سرور بخشتا ہے۔ پس اگر تم جیتے پیدا ہوئے ہو مردہ نہیں ہو تو آؤ اس پستان کی طرف دوڑو کہ تم اس سے تازہ دودھ پیو گے۔ اور وہ دودھ اپنے برتنوں سے پھینک دو کہ جو تازہ نہیں اور گندی ہواؤں نے اس کو متعفن کر دیا ہے اور اس میں کیڑے چل رہے ہیں جن کو تم دیکھ نہیں سکتے۔ وہ تمہیں روشن نہیں کرسکتا بلکہ اندر داخل ہوتے ہی طبیعت کو بگاڑ دے گا کیونکہ اب وہ دودھ نہیں ہے بلکہ ایک زہر ہے۔‘‘

(گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 648تا649)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

مدیر کے قلم سے

خَیْرُالْجَلِیْسِ فِی الزَّمَانِ کِتَاب

(قسط دوم)

اکثر ایشیائی ملکوں میں کسی کا چھوڑا ہوا اخبار پڑھا جاتا ہے۔ اپنا اخبار خرید کر پڑھنے کا رجحان بہت کم ہے۔ مجھے پاکستان کے بڑے شہروں میں بطور مربی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ میں نے ان شہروں کے باسیوں کو اس حوالہ سے بھی پڑھا ہے۔ بلکہ بعض غیر از جماعت صحافی حضرات سے بھی تعلقات رہے۔ وہ شہروں کے باسیوں کا مزاج یوں بیان کیا کرتے تھے کہ کراچی والے کے پاس 10 روپے ہوں گے وہ 5 روپے کا اخبار خرید کر آج پڑھے گا اور 5 روپے کل کے اخبار کے لئے سنبھال رکھے گا جبکہ ایک لاہوری کے پاس 10 روپے ہوں تو 10 روپے کسی سے ادھار پکڑ کر آج کی پیٹ پوجا کرے گا جبکہ اسلام آباد کے لوگ چونکہ حکومتی عہدوں پر ہوتے ہیں اس لیے انہیں کتب پڑھنے اور مطالعہ کا شغف رہتا ہے۔

جو قومیں علم سے پیار کرتی ہیں وہی ترقی پاتی ہیں ابھی حال ہی میں حکومت جرمنی نے ان تمام ٹیلی فون بوتھ کو پبلک لائبریریوں میں تبدیل کر دیا ہے وہاں ضروری اور اہم علوم پر مشتمل کتب رکھوادی ہیں۔ جہاں سے لوگ پڑھنے کے لئے لے جاتے اور پھر واپس رکھ کر دوسری کتب لے جاتے ہیں اور بعض خواتین و مرد حضرات نے اپنے گھروں سے فالتو کتب وہاں لاکر رکھ دی ہیں تا کہ دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

ان ممالک میں چونکہ چوری کا رواج نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے رعایا اس سے خوب فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ایشیائی ممالک میں تو کتاب چور بھی پائے جاتے ہیں۔ اکثر پبلک لائبریری والوں کو یہی شکایت رہتی ہے کہ ہماری اہم اور قیمتی کتب لائبریری سے غائب ہو جاتی ہیں۔ بلکہ کسی کا مشہور مقولہ بھی بولا جاتا ہے کہ اگر کوئی اپنی لائبریری سے کسی کو کتاب نکال کر دے دے تو وہ بے وقوف ہے اور اگر کتاب لینے والا دوبارہ واپس کر دے تو وہ اس سے بڑا بے وقوف ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خود کتب خرید کر پڑھنے اور لائبریریوں کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بھی متعدد بار یورپ میں کتب و اخبار کی خریداری کی طرف رجحان کا ذکر کر کے کتب خریدنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

ہمارے خلفائے کرام جلسہ سالانہ کے درمیانے دن سال رواں میں شائع ہونے والی کتب کا ذکر فرماتے ہیں ان کا مقصد ایک تو تعارف کتب ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ اب یہ مارکیٹ میں موجود ہیں۔ انہیں خرید کر اپنے گھروں، دارالمطالعہ، کتب خانوں کی زینت بنائیں۔ صاحب ذوق لوگوں نے اپنے گھروں میں بہت خوبصورت قیمتی لائبریریاں تشکیل دے رکھی ہیں بعض نے تو ''دارالمطالعہ'' کے نام سے الگ جگہ یا کمرہ مخصوص کر رکھا ہے۔ جہاں وہ بیٹھ کر مطالعہ کا شوق پورا کرتے ہیں۔

مجھے یہ اہم مضمون لکھنے کی طرف توجہ بھی اسی وجہ سے ہوئی کہ گزشتہ دنوں ٹی وی پر بعض صاحب علم و ذوق علماء و ادباء کے کتب خانوں کا تعارف کروایا گیا۔ جہاں بعض اہم و نادر نسخے کتب کے دیکھے جو عام طور پر پبلک لائبریریوں میں نظر نہیں آتے۔ جس طرح ڈاک ٹکٹس یا اور بہت کچھ جمع کرنے کا بعض کو جنون ہوتا ہے اور وہ اسے اپنی hobby سمجھتے ہیں۔ اسی طرح شعراء، ادباء اور صاحب علوم و فنون والے اپنے ہاں نادر تحریرات، اخبارات اور کتب اور دستاویزات جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ ان میں بعض احمدی احباب بھی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میری ایک تصنیف کے وقت ملتان کے ایک احمدی دوست ملک غلام نبی صاحب نے مجھے ''اخبار عام'' کا ایک نادر شمارہ اصل حالت میں مہیا فرمایا تھا۔ جس کے عکس خاکسار نے شامل تصنیف کئے تھے۔ اسی طرح مکرم سید نادر سیدین مرحوم کو بھی نادر اشیاء جمع کرنے کے ساتھ ساتھ نادر کتب، رسائل، اخبارات اور تحریرات وغیرہ جمع کرنے کا بھی بہت شوق تھا۔ جو ایک قیمتی خزانہ سے کم نہ تھے۔ خاکسار کو اسلام آباد میں قیام کے دوران ان کی لائبریری اور نادر اشیاء کا خزانہ دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ خاکسار کو ان کی لائبریری اور نادر اشیاء کے خزانے کو دیکھنے کے لئے 5-6 گھنٹے لگے تھے۔ ابھی بھی مکمل دیکھ نہ پایا تھا۔

علامہ ابن الجہم برکی لکھتے ہیں کہ'' کتابوں پر دریا دلی سے خرچ کرنا شرف انسانی کی اور نفس انسانی کی خرابی آفات سے محفوظ ہونے کی دلیل ہے۔''

(اسلامی کتب خانے از محمد عبدالحلیم چشتی صفحہ 222)

ابو عمرو بن العلا بصری کے درج ذیل بیان میں بھی مال سے کتب خریدنے کی طرف اشارہ ملتا ہے:'' تمہارا علم بمنزلہ روح اور مال بمنزلہ بدن ہے لہٰذا علم کو روح کی جگہ پر مال کو بدن کی جگہ پر رکھو۔''

(اسلامی کتب خانے از محمد عبدالحلیم چشتی صفحہ 222-223)

ابن دراج نے کہا کہ ''تم نے کتابیں جمع کر لیں تو تم نے ادب اور جائیداد غیر منقولہ جمع کر لی۔''

(اسلامی کتب خانے از محمد عبدالحلیم چشتی صفحہ 223)

اس تفصیل کی روشنی میں ہم تمام احمدیوں پر لازم ہے کہ ہم کتب خرید کر اپنے سرمایہ حیات کو بڑھائیں تا روح کو تسکین ملے۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر بے غایت احسان کر دیئے ہیں اور دنیا بھر میں مختلف ممالک میں پریس لگ چکے ہیں جہاں سے یہ علمی مائدہ شائع ہوتا ہے۔ جن میں قرآن کریم، اس کے تراجم اور تفاسیر، احادیث کی کتب، روحانی خزائن از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، پانچوں خلفاء کی تصانیف اور خطبات وخطابات و دیگر علماء کی مختلف علوم پر کتب۔ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پُرمعارف او رحقائق پر مشتمل خطبات و خطابات شائع ہو رہے ہیں جس سے ہم بروقت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ کلام الامام امام الکلام ہے پس جو بھی اس آواز پر کان دھرے گا اور دربار خلافت سے جاری ہونے والی آواز پر لبیک کہے گا وہی سرخرو ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت وافادیت

ایک مومن کی روحانی بقا کے لئے جو روحانی غذائیں اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائی ہیں۔ ان میں سے سب سے اول تو قرآن شریف ہے۔ جس کی تلاوت اور ترجمہ کے ساتھ مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں بلند ہونی چاہیے۔ گزشتہ چند سالوں میں جب کارٹون کی اشاعت کا مسئلہ یورپ میں بنا تھا تو ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ'' ان کے جواب کا اب یہی ہتھیار ہے۔''

آج کے دور میں قرآن کریم کی بے نظیر تفاسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور کتب ہیں۔

آپ نے 83 کے لگ بھگ کتب لکھیں ان میں بعض کتب تو آپ نے مخالفین کے چیلنج قبول کرنے یا ان کو چیلنج دیتے ہوئے تصنیف فرمائیں۔ آپ کی کتب وتحریرات قریباً 18 ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ دنیائے ادب و مذہب میں ایک ایسا نادر اور یکتا اضافہ ہے جو رہتی دنیا تک جہاں نئے نئے علوم وفنون متعارف کروائے گی وہاں مخالفین کا جینا حرام کئے رکھے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

''سلسلہ تحریر میں مَیں نے اتمام حُجت کے واسطے مفصل طور سے ستر پچھتر کتابیں لکھی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک

بقیہ صفحہ 7 پر

طلوع وغروب آفتاب

24ستمبر 2020ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:54	18:15
مدینہ منورہ	04:53	18:16
قادیان	04:57	18:22
ربوہ	04:37	18:02
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:23	18:56